

رجسٹرڈ ڈال
نمبر ۸۲۵

بیت
محمد
ص
علی
ع
علی
علی

تار کا پتہ
لفضل قادیان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَعَلٰی اٰلِهِٖ وَسَلَّمَ
وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

۲۱

ٹیلیفون
نمبر ۹۱

شرح حیزہ کی
سنت
سالانہ - ۱۰
ششماہی - ۸
سہ ماہی - ۶
بیرون سندھ سالانہ
۱۰

قیمت
تین پیسے

قادیان دارالامان

لفظ

روزنامہ

ALFAZLOADIAN.

ایوم چہار شنبہ

جلد ۲۸ - ۶ ماہ نومبر ۱۹۱۹ء - ۵ شوال ۱۳۵۹ھ - ۶ نومبر ۱۹۲۰ء - نمبر ۲۵۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
خطبہ

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی عظیم شان کا

نوجوانوں کی ایک غلط فہمی کا ازالہ

از حجت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی اید اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۵ ماہ اخیار ۱۳۱۹ھ شش برطابق ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۹ء
مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی منسل

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔
آج کل
رمضان کا آخری عشرہ
شروع ہے۔ اور جیسا کہ احباب واقف اور
آگاہ ہیں۔ یہ دن خصوصیت کے ساتھ دعاؤں
کے ہیں۔ اور ان ایام میں اللہ تعالیٰ مومنوں کی
دُعائیں زیادہ سنتا اور ان کی گریہ و زاری
کو قبول فرماتا ہے۔ پس ان ایام سے زیادہ
سے زیادہ فائدہ اٹھانا اپنی ہی خوش بختی
کی دلیل اور علامت ہے۔
اللہ تعالیٰ کو تو اس سے کوئی غرض

نہیں۔ کہ اس کا بندہ اُس سے کچھ مانگتا
ہے۔ یا نہیں۔ اُس نے تو دینا ہے۔ اور
دینے والے کو کیا حاجت ہوا کرتی ہے
جس نے لینا ہے۔ حاجت تو اُسے ہوتی ہے
مگر باوجود اس کے وہ دینے والا تو
پکارتا ہے۔ اور جس نے لینا ہے۔ وہ
سستی دکھاتا ہے۔ ہم کتنا ہنستے ہیں اُس
دافعہ کو سنکر جو
ایک
کے طور پر ہمارے ملک میں مشہور ہے کہ
کوئی سرد ملک کا باشندہ گرمی کے موسم میں

سنت تیز اور تپتی ہوئی دھوپ میں بیٹھا
تھا۔ پسینہ ٹپک رہا تھا۔ ٹونہ نہ سُرخ ہو
رہا تھا۔ آنکھیں لال ہو رہی تھیں۔ سانس
پھولا ہوا تھا۔ اور پاس ہی اس کے ایک
دیوار یا درخت کا سایہ تھا۔ جہاں بیٹھ
کہ اس کی ساری تکلیفیں رفع ہو سکتی
تھیں۔ کوئی شریف آدمی جو وہاں سے
گزرا۔ اور اُس نے اُس کی اس حالت
کو دیکھا۔ تو اُس نے کہا۔ میاں اس
دھوپ میں کیوں بیٹھے ہو۔ کیوں نہیں
اُٹھ کر اس سائے کے نیچے بیٹھ جاتے
جہاں سے نم کو آرام اور آسائش حاصل
ہو سکتی ہے۔ یہ سنکر اُس شخص نے اپنے
مانتہ بڑھا دیئے۔ اور کہا۔ کہ میں بیٹھ تو
جاتا ہوں۔ پر تم مجھے کیا دو گے؟
ہم کتنا اس بات کو مضطرب و خیز سمجھتے
ہیں۔ مگر کس طرح ہم میں سے کئی ایسی
بات روزمرہ اپنے معاملات میں عمل
کر کے دکھاتے ہیں۔ اور اس پر انہیں
ذرا بھی توجہ نہیں آتا۔
رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رات کے
آخری حصہ میں آسمان سے اترتا ہے
اور اُس کے فرشتے لوگوں کو آوازیں
دیتے پھرتے ہیں۔ کہ
مانگو تمہیں دیا جائے گا
در واہ کھٹکھٹاؤ۔ تو تمہارے لئے کھولا

جائے گا۔ مگر کتنے ہیں۔ جو اس آواز کو
سنکر دوڑ پڑتے ہیں۔ کہ یہ مانگنے
کا وقت ہے۔ ہم مانگیں گے۔ یہ
کھٹکھٹانے کا وقت ہے۔ ہم کھٹکھٹائیں گے۔
کیا وہ اس سے زیادہ احمق نہیں۔
جو دھوپ میں بیٹھا ہوا اس امید میں تھا
کہ کوئی مجھے پیسے دے۔ تو میں سائے
میں بیٹھ جاؤں۔ اسی طرح تم میں سے
بہت ہیں۔ جو سمجھتے ہیں کہ ہم نے اگر
نماز پڑھی۔ یا روزہ رکھا۔ تو یہ ہم خدا پر
احسان کرتے ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتے۔
کہ اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کا خالق اور
مالک ہے۔ اور وہ اپنی محبت کے لئے
ہم کو مہلتا۔ اور احسان کرنے کے لئے
ہمیں پکارتا ہے۔ پس بجائے اس کے
کہ وہ اس کے احسان کا قدر کریں۔ اور
اس کے اس

انعام کی شکر گزاری

کریں۔ وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہم نے نماز
پڑھ کر یا روزہ رکھ کر خدا پر احسان
کر دیا۔
میں نے ایک شخص کو دیکھا جس
نے نماز چھوڑی ہوئی تھی۔ اور جب میں
نے اس بارہ میں بعض دوستوں سے دریافت
کیا۔ تو انہوں نے بتایا۔ کہ ان کا خیال
ہے۔ میں بڑی تہجد گزاری کر چکا ہوں۔

المہینہ

اور نمازیں بھی خوب پڑھ چکا ہوں اب مجھے ضرورت نہیں کہ میں نمازیں پڑھوں یا روزے رکھوں۔ گویا ایک قرضہ تھا جو اس نے ادا کر دیا۔ اور جب دو سو یا تین سو یا چار سو یا پانچ سو نمازیں اس نے پڑھ لیں۔ تو وہ قرض اتر گیا۔ اب کیا ضرورت رہی۔ کہ وہ نمازیں پڑھے۔ اور میں نے دیکھا۔ کہ وہ شخص قریباً بلاناغہ سنیما جاتا اور سمجھتا تھا۔ کہ اس کے بنبر گزارہ نہیں ہو سکتا۔ گویا جو اپنے نفس کا عیش تھا اس کے لئے تو اسے وقت مل جاتا تھا۔ اور اس کے لئے جانا وہ کسی دوسرے پر احسان نہیں سمجھتا تھا۔ مگر جو خدا کے حضور حاضر ہونے اور نماز پڑھنے کا معاملہ تھا۔ اس میں وہ سمجھتا تھا۔ کہ اس کے ذمہ ایک قرض تھا جو اس نے ادا کر دیا ہے۔

تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے۔ کہ وہ اپنے بندوں کے لئے رحمت اور برکت کے دروازے کھولتا ہے۔ یہ رحمت اور برکت کے دروازے جن دنوں میں کھلتے ہیں۔ ان سے فائدہ اٹھانا ایک عقل مند انسان کی علامت ہے۔ اس میں ہرگز کسی ایمان کا دخل نہیں۔ کسی خاص صلاحیت کا دخل نہیں۔ اگر کسی شخص میں معمولی سے معمولی عقل بھی ہو تو وہ اس موقع کو عنایت سمجھے گا۔ اور کوئی پاگل ہی ہو گا۔ جو ایسے موقع کو ضائع کر دے۔

مجھے روزوں کے متعلق بتایا گیا ہے کہ میرے کسی سابق خطبے کی وجہ سے جو کئی سال ہوئے میں نے پڑھا تھا بعض نوجوان ہٹے کٹے اور مشنڈے اس بناء پر روزے نہیں رکھتے۔ کہ روزہ رکھنے کے لئے میں نے

۱۸ سال عمر کی شرط لگائی ہے۔ اور چونکہ وہ ابھی اس عمر کو نہیں پہنچے۔ اس لئے وہ روزہ بھی نہیں رکھ سکتے۔ یہ کہ میں نے روزہ رکھنے کے لئے ۱۸ سال عمر کی شرط لگائی ہوئی ہے۔ یہ درست نہیں۔ میں نے وہ خطبہ تو نہیں دیکھا۔ مگر اس کا مضمون مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ جو کچھ میں نے اس

خطبے میں کہا تھا وہ یہ تھا۔ کہ ۱۸ سال کی عمر تک نشوونما کا زمانہ۔

ہوتا ہے۔ اور اس وقت کا قانون ۱۸ سال کے بعد کے قانون سے مختلف ہے۔ اس نشوونما کے زمانہ میں اگر کوئی شخص روزہ نہیں رکھتا بوجہ اس کے کہ اس کی صحت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ یا اس کو اپنے اندر کوئی ایسی کمزوری محسوس ہوتی ہے۔ جس کے ہوتے ہوئے وہ خیال کرتا ہے۔ کہ روزہ رکھنا میری صحت کو اور زیادہ نقصان پہنچا دے گا تو میرے نزدیک اس نشوونما کے زمانہ میں اگر وہ دیانتداری کے ساتھ اس نعتین پر قائم ہے۔ کہ روزہ رکھنا اس کی صحت کو نقصان پہنچاتا ہے۔ یا اسے غیر معمولی طور پر کمزور کر دیتا ہے۔ تو روزہ نہ رکھنا اس کے لئے جائز ہے۔ مگر اس بات میں اور اس بات میں کہ ۱۸ سال کی عمر تک روزہ رکھنا صاف ہے زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ میرا انشاء صرف یہ تھا۔ کہ ۱۸ سال سے پہلے اور بعد کی عمر میں بلاناغہ قانون فرق ہے۔ ۱۸ سال کی عمر کے بعد کسی کی طرف سے

کمزوری کا عذر ہونا ہرگز کوئی عذر نہیں سمجھا جاسکتا۔ سوائے اس کمزوری کے جو بیماری کے مترادف ہو۔ اور جس کے متعلق ڈاکٹر یہ کہے۔ کہ یہ شخص ایسا کمزور ہے۔ کہ اگر اس نے روزے رکھے تو اسے سل یا دق یا کوئی اور مرض ہو جائے گا۔ گویا ۱۸ سال کے بعد کوئی شخص محض اس عذر کی بناء پر روزہ نہیں چھوڑ سکتا۔ کہ روزہ رکھنے سے اسے ضعف ہوتا ہے۔ کیونکہ رمضان اس لئے نہیں آتا۔ کہ جس طرح گھوڑے کو خریدی جاتی ہے اور وہ موٹا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان موٹا تازہ ہو جائے۔ بلکہ روزے رکھنے کا مقصد ہی یہ ہے۔ کہ انسان دبلا ہو۔ اور اسے

مشقت برداشت کرنے کی عادت پڑے۔ مگر ۱۸ سال سے پہلے کی عمر میں جب روزے رکھنے سے ایسی کمزوری

قادیان ۲۱ نومبر ۱۹۳۲ء عیش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح اثنی عشریؑ بنصرہ العزیز کے متعلق نوبت شب کی ڈاکٹری اطلاع نظر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت کل سے ضعف کی وجہ سے تاساڑ ہے۔ اجاب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں۔ حضرت ام المومنین نعلیہا العالیٰ کو بخار کی شکایت ہے دعائے صحت کی جائے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو درد نقرس کی وجہ سے جسم کے مختلف حصوں میں زیادہ تکلیف ہے۔ آج دن میں درد کا افاقہ رہا۔ مگر شام سے پھر طبیعت خراب ہو گئی ہے اجاب حضرت مدوح کی صحت کاملہ کے لئے دعا کریں۔

حرم اول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو آج بھی ضعف قلب کی شکایت ہوئی مگر کم۔ حرم ثانی کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔ اجاب دعائے صحت کریں۔ حضرت سید محمد اسحاق صاحب نے افاقہ ہوتے ہی آج حدیث کا درس شروع فرما دیا ہے۔

مولوی رحمت علی صاحب کی کلکتہ سے روانگی

امیر صاحب جماعت کلکتہ بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ مولوی رحمت علی صاحب مبلغ جزا شرق الہند ۲ نومبر کے جہاز میں سوار ہو گئے۔ اجاب ان کے خیریت سے پہنچنے کے لئے خاص طور پر دعا فرماتے رہیں۔ عبدالمعنی خان ناظر دعوت و تبلیغ

ہو جانے کا احتمال ہو۔ جو نشوونما میں روک بن جائے۔ یا ایسی کمزوری پیدا ہونے کا خطرہ ہو۔ خواہ سل یا دق وغیرہ کا خطرہ نہ ہو۔ تو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ البتہ ۱۸ سال کے بعد اگر کوئی رمضان کے تیس روزوں میں سے ایک روزہ بھی

بیماری یا نفس کے سوا نہیں رکھتا تو وہ گنہگار بنتا ہے جیسے تم روز کی پانچ نمازوں میں سے ایک نماز بھی چھوڑ سکتے۔ تم ہفتہ کی پینتیس نمازوں میں سے ایک نماز بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ تم سال کی ۱۸۲ نمازوں میں سے ایک نماز بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ اسی طرح تم رمضان کے تیس روزوں میں سے ایک روزہ بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ بغیر اس کے کہ تم بیمار ہو۔ بغیر اس کے کہ تم سفر پر ہو۔ بغیر اس کے کہ تم میں اس قسم کی کمزوری ہو۔ جو بیماری کے قریب قریب ہوتی ہے۔ جیسے شدید بڑھاپا ہے۔ یا دودھ پلانے والی اور

حاملہ عورت کا روزہ نہ رکھنا ہے۔ وہاں کوئی بیماری تو نہیں ہوتی۔ مگر چونکہ ان ایام کی کمزوری مال یا بچہ میں بیماری پیدا کرتی ہے۔ اس لئے انہیں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے۔ تو روزہ رکھنے میں

صرف وہی کمزوری

روک بنتی ہے۔ جو بیماری پیدا کرنے وال ہو۔ مثلاً ایک شخص دبلا پتلا ہے۔ اس کا سینہ کمزور ہے۔ اور ڈاکٹر کہتا ہے۔ کہ اگر اس نے روزے رکھے تو اسے سل ہو جائے گا۔ ایسے انسان کے لئے روزے رکھنے جائز نہیں۔ کیونکہ گو سردست اسے صرف کمزوری کی شکایت ہے۔ مگر ڈاکٹر کی رائے میں اگر وہ کمزور ہوا تو اسے سل کی مرض لگ جائے گی۔

غرض جب انسان کی ۱۸ سال کی عمر ہو جائے۔ اور ۱۸ سال کی بھی شرط نہیں چھب انسان بلوغ کو پہنچ جائے۔ خواہ کسی عمر میں پہنچے۔

تو اس کے بعد اگر کوئی شخص محض اس وجہ سے روزہ نہیں رکھتا۔ کہ روزہ رکھنے سے اسے کمزوری ہو جاتی ہے۔ تو وہ خدا تعالیٰ کے حضور گناہ گار ہو گا سوائے اس کے کہ ڈاکٹر نے اسے یہ کہا ہو۔ کہ اگر تم روزہ رکھو گے۔ تو بیمار ہو جاؤ گے۔ یا بیماری سے اٹھاؤ اور مرض ہو۔ اور مرض کے دوبارہ ہو جانے کا بھی خطرہ موجود ہو۔ مثلاً ایک شخص کو بخار ہے تو اب جس روز اس کا بخار اُترے گا۔ اسی روز اس کے لئے روزہ رکھنا فرض نہیں ہو جائے گا۔ بلکہ جب بخار سے پیدا شدہ کمزوری دور ہو جائیگی تو اس وقت اس کے لئے روزہ رکھنا فروری ہو گا۔ لیکن جو بلوغت سے پہلے کا زمانہ ہوتا ہے۔ اور جیسے

تیم بلوغت کا زمانہ

کہا جا سکتا ہے۔ اس میں انسان کبھی کبھی روزہ چھوڑ بھی سکتا ہے۔ تا اس کی طاقتیں اس قدر نشوونما حاصل کر لیں کہ بعد کی زندگی میں اسے کوئی تکلیف محسوس نہ ہو۔ اسی لئے میں نے اس خطبہ میں کہا تھا۔ کہ بچوں کو گیارہ بارہ اور تیرہ سال کی عمر سے کچھ نہ کچھ روزہ رکھوانے شروع کر دینے چاہئیں کیونکہ اگر کوئی شخص ۱۸ سال تک ایک روزہ بھی نہیں رکھے گا۔ تو اس سے یہ امید نہیں کی جا سکے گی۔ کہ وہ انیسویں سال رمضان کے سارے روزے رکھ لے مگر جس شخص نے اٹھارہ سال تک کوئی روزہ نہیں رکھا۔ اس کے اندر انیسویں سال ایسی طاقت کہاں سے آجائے گی۔ کہ وہ سارے روزے رکھنے شروع کر دے گا۔ اس کی صورت یہی ہے۔ کہ اٹھارہ سال کی عمر میں وہ بیس۔ یا بیس یا پچیس چھبیس روزے رکھے۔ اور انیسویں سال سارے روزے رکھ لے۔ ناں اگر کوئی بہت زیادہ کمزور ہو جیسے خلقی طور پر بعض بچے اچھے نولے لے کر نہیں آتے۔ وہ اگر انیس سال سے پہلے پندرہ سولہ۔ یا سترہ اٹھارہ روزے بھی رکھ لیتے ہیں اور باقی چھوڑ دیتے ہیں۔ تو یہ ان کے

لئے جائز ہو گا۔ لیکن عام طور پر ایسے کمزور بچے نہیں ہوتے۔ خلقی طور پر کمزور اور بیمار بچے بہت کم ہوتے ہیں۔ اور بالعموم پندرہ سولہ سال کے بعد بچوں میں اچھی خاصی طاقت آ جاتی ہے۔ تاہم اس عمر میں سب بچوں سے یہ امید رکھنا کہ وہ لازمی طور پر تمام روزے رکھیں۔ اور کسی ایک روزہ کو بھی ترک نہ کریں۔ درست نہیں۔ اور اسی بات سے میں نے دوستوں کو منع کیا تھا۔ کیونکہ اس طرح اعضاء اور قوتوں کا نشوونما ٹوک جائے گا۔ اور جب کسی کی طاقتیں کمزور ہو جائیں گی۔ تو آئندہ عمر میں اسے سارے روزے چھوڑنے پڑیں گے۔ لیکن یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں۔ دنیا میں ایسے بچے بھی ہوتے ہیں۔ جو گوجھوٹی عمر کے ہوتے ہیں۔ مگر ان کی طاقتیں اتنی اچھی ہوتی ہیں۔ کہ وہ آسانی کے ساتھ تمام روزے رکھ سکتے ہیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پندرہ سال کے تھے۔ جب انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے۔ کہ میں سارا سال روزہ رکھتا چلا جاؤں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ سارا سال روزے رکھنے جائز نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا۔ اچھا تو پھر میں مہینہ میں سے دس دن چھوڑ دوں گا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ بھی جائز نہیں۔ آخر ان کے بڑے امراء اور بار بار کہنے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں صرف اتنی اجازت دی۔ کہ ایک دن روزہ رکھ لیا کرو۔ اور دوسرے دن نہ رکھا کرو۔ جب وہ بوڑھے ہو گئے۔ تو وہ کہا کرتے تھے۔ کہ کاش میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور ایسی گستاخی کا ارتکاب نہ کرتا۔ کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ مجھے اپنے عہد کو نباہتے ہوئے التزام کے ساتھ ہر دوسرے دن روزہ رکھنا پڑتا ہے۔ مگر اب میری قوت اس بوجھ کو برداشت نہیں کرتی۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پندرہ سال

کی عمر میں ہی ایسے مضبوط نولے تھے۔ کہ وہ سمجھتے تھے۔ میں اگر سارا سال بھی روزے رکھتا چلا جاؤں۔ تو رکھ سکتا ہوں۔ ایسی قوتیں رکھنے والا اگر آج بھی کوئی نوجوان موجود ہو۔ اور وہ ابھی اٹھارہ سال کی عمر کو نہ پہنچا ہو۔ تو اٹھارہ سال کی عمر سے پہلے ہی رمضان کے سارے روزے رکھ سکتا ہے اور اس کا یہ کہنا کہ میں نے فتوے دیا ہوا ہے۔ کہ اٹھارہ سال سے پہلے کوئی نوجوان سارے روزے نہ رکھے سخت ناوانی اور حماقت ہوگی۔ اگر تو روزہ ایک چوٹی ہو۔ تو پھر تو اسے بے شک بہانوں سے ٹالا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر روزہ خدا تعالیٰ کا فضل۔ احسان اور انعام ہے۔ تو پھر اس کو چھوڑنے میں اسی کا نقصان ہے۔ جو روزہ رکھنے سے گریز کرتا ہے۔

میرا فتوے

گناہ کے متعلق ہے۔ یعنی ایسا انسان جو ابھی بلوغت تامہ کو نہیں پہنچا۔ وہ محض کمزوری کی وجہ سے اگر روزہ چھوڑتا ہے۔ تو وہ گناہ گار نہیں۔ لیکن بلوغت تامہ کے بعد صرف کمزوری کے خوف سے اگر کوئی ایک روزہ بھی چھوڑتا ہے۔ تو وہ گناہ گار ہے۔ وہ صرف اس کمزوری کی وجہ سے روزہ چھوڑ سکتا ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ بیماری ہو۔ ورنہ اگر کسی کے نولے اچھے ہوں۔ اور روزوں سے اسے کوئی تکلیف نہ ہوتی ہو۔ تو چاہے۔ وہ اٹھارہ سال کی عمر کو نہ پہنچا ہو۔ اسے چاہئے۔ کہ وہ روزے رکھے۔

نقوڑے ہی دن ہونے۔ ایک عورت نے اپنے ایک عزیز کے متعلق جو گیارہ بارہ سال کا ہے۔ مجھ سے پوچھا۔ کہ وہ روزے رکھتا ہے۔ اور منع کرنے سے باز نہیں آتا۔ اور یوں اس کی صحت پر کوئی بُرا اثر نہیں۔ تو کیا ہم اسے روزے رکھنے دیں؟ تو میں نے جواب دیا۔ کہ جب صحت پر کوئی بھی بُرا اثر نہیں۔ تو روزے رکھنے دو۔ ناں اگر کمزوری نظر آئے۔ تو

چھڑوا دینا۔ تو ایسے نئے اٹھارہ سال سے کم عمر میں بھی روزے رکھ سکتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی بچہ دوسروں کی نقاتی میں روزے رکھتا ہے۔ یا بچوں کے دکھاوے کے لئے روزے رکھتا ہے۔ اور اس سے اس کی طاقتوں پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ تو ہمارا فرض ہے۔ کہ اسے روزے رکھنے سے روکیں۔ کیونکہ ہمارا کام جہاں یہ ہے۔ کہ ہم بچوں کو روزے رکھوائیں۔ وہاں یہ بھی ہمارا ہی کام ہے۔ کہ اگر ہمارا بچہ کمزور۔ یا بیمار ہو۔ تو اسے روزے نہ رکھنے دیں۔ بچوں میں عام طور پر یہ شوق ہوتا ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے سے پوچھتے رہتے ہیں۔ توں کتنے روزے رکھے؟ اور وہ جواب دیتا ہے۔ کہ دس۔ اس پر دوسرا پوچھتا ہے۔ کہ توں کتنے روزے رکھے؟ اور جب یہ جواب دیتا ہے۔ کہ آٹھ۔ تو شرمندہ ہو جاتا ہے۔ اور دوسرے کو یہ کہنے کا موقع مل جاتا ہے۔ کہ میں نے زیادہ روزے رکھے۔ تو بچوں میں ایک قسم کی رقابت ہوتی ہے۔ اگر محض اس رقابت کی وجہ سے کوئی بچہ روزے رکھتا ہے۔ تو ہمارا فرض ہے۔ کہ اسے روکیں۔ کیونکہ اگر ہم اس عمر میں اسے روزے رکھنے سے نہیں روکیں گے۔ تو بلوغت کے بعد جو اسے تیس یا چالیس یا پچاس سال عمر ملے گی۔ اس میں وہ اپنی طاقت کی کمزوری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکے گا۔ اور اسی طرح دین کے دوسرے کاموں میں بھی عمدگی سے حصہ نہیں لے سکیگا۔ پس اس وجہ سے اُدھ بید کی عمر میں دین کی خدمت زیادہ عمدگی سے کر سکے۔ اس

عمر میں جو نشوونما کی عمر ہوتی ہے۔ کمزور بچوں کو مسلسل روزے رکھنے سے ہمارا فرض ہے۔ اور یہ امر دین کے خلاف نہیں بلکہ اسلام کے عین مطابق ہے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے لئے تشریف لے گئے۔ تو آپ نے اعلان فرمایا۔ کہ آج روزہ داروں سے بے روز بڑھ گئے۔ درحقیقت اس سفر میں بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے نفل روزہ رکھا ہوا تھا۔

یا ابھی سفر میں روزہ رکھنے کی ممانعت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ مجھے اس وقت صحیح یاد نہیں۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جب منزل پر پہنچے اور افطاری کا وقت ہو گیا تو جو روزہ دار تھے۔ وہ تو روزے کھو کر لیٹ گئے۔ اور جو بے روز تھے انہوں نے خیمے لگائے خند تیں کھودیں۔ اور لشکر کے لئے لکڑی پانی وغیرہ کا انتظام کیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھا تو فرمایا کہ آج روزہ داروں سے بے روز بڑھ گئے یعنی جس کام کے لئے تم نکلے تھے اس کا تو ان کو ملا جو بے روز تھے۔ ان کو نہ ملا جو روزہ دار تھے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص میدان جہاد میں روزہ رکھ لیتا۔ اور افطاری کے وقت پانی پی کر پیٹ بھر لیتا ہے اور کوئی کام کرنے کے قابل نہیں رہتا۔ تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ روزہ رکھ کر اس نے نیکی کی۔ بلکہ ہم کہیں گے۔ کہ اس نے بدی کی۔ کیونکہ ہر کام کا ایک موقع اور محل ہوتا ہے۔ اور اگر ایک نیکی کسی دوسری نیکی میں روک بن جاتی ہے۔ تو وہ نیکی یا تو بدی بن جاتی ہے۔ یا

ادنے درجہ کی نیکی

کہلاتی ہے۔ دال چونکہ ابھی لڑائی شروع نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف اتنا فرمایا کہ روزہ داروں سے بے روز بڑھ گئے۔ لیکن فرض کرو۔ اگر اس وقت جہاد ہوتا۔ اور مسلمانوں کو جانتے ہی کفار سے لڑائی کرنی پڑتی۔ اور روزہ دار بوجہ روزہ رکھنے کے لڑائی میں شامل نہ ہو سکتے۔ تو ان کا روزہ ان کے لئے گناہ بن جاتا۔ تو موقع اور محل ہوتا ہے جس کے ماتحت کوئی نیکی بڑھ جاتی ہے۔ اور کوئی کم ہو جاتی ہے۔ اسی لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب کوئی پوچھتا۔ کہ میں نیکی کا کونسا کام کروں تو آپ ہمیشہ اس کے

مناسب حال نیکی کا کام

بتایا کرتے تھے۔ مثلاً ایک نے پوچھا۔ کہ سب سے بڑی نیکی کونسی ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔ ماں کی خدمت۔ ایک نے پوچھا۔ کہ سب سے نیکی کونسی ہے تو آپ نے فرمایا نماز کا اپنے وقت پر ادا

کرنا۔ پھر تیسرے نے پوچھا کہ سب سے بڑی نیکی کونسی ہے۔ تو آپ نے فرمایا جہاد۔ گویا کسی کو کچھ جواب دے دیا۔ اور کسی کو کچھ۔ اب ایک نادان تو یہ سمجھ گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعوذ باللہ غلط جواب دیا۔ کسی کو کوئی بڑی نیکی بتادی۔ اور کسی کو کوئی۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موقع اور محل کو دیکھ کر نیکی کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ وہ شخص جسے آپ نے یہ فرمایا کہ تیرے لئے سب سے بڑی نیکی یہ ہے۔ کہ تو اپنی ماں کی خدمت کیا کر۔ ممکن ہے اس کی ماں بڑھیا ہو۔ اور اس کی طبیعت ایسی ہو۔ کہ بیوی بچوں کی طرف اسے زیادہ رغبت ہو۔ اور ماں کی خدمت کو وہ کوئی زیادہ اہمیت نہ دیتا ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے اس نقص کو دیکھ کر یہ فرمایا۔ کہ تمہارے لئے سب سے بڑی نیکی یہ ہے۔ کہ تم اپنی ماں کی خدمت کیا کرو۔ اس کے مقابلہ میں ایک اور شخص تھا۔ جو اپنی ماں سے تو محبت رکھتا تھا۔ آجکل بھی بعض لوگ اپنی ماؤں کے لئے جانیں دے دیتے ہیں لیکن وہ جہاد میں جانے سے چکیا تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا۔ کہ تمہارے لئے سب سے بڑی نیکی جہاد ہے۔ اسی طرح جو نماز میں مست تھا اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا۔ کہ تمہارے لئے سب سے بڑی نیکی نماز کا اپنے وقت پر ادا کرنا ہے اسی طرح کسی کے لئے سب سے بڑی نیکی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔ کسی کے لئے سب سے بڑی نیکی چندہ دینا ہوگی۔ اور کسی کے لئے سب سے بڑی نیکی حج کرنا ہوگی۔

آجکل کے امراء کے لئے حج

میں سمجھتا ہوں سب سے بڑی نیکی ہے۔ کیونکہ باوجود مال و دولت کے وہ کبھی حج کے لئے نہیں جاتے۔ اور جو لوگ حج پر جاتے ہیں۔ ان میں سے سو میں سے ننانوے ایسے ہوتے ہیں۔ جن پر حج واجب نہیں ہوتا۔ میں جب حج کے لئے گیا۔ تو ایک حاجی میرے پاس آیا۔ اور اس نے مجھ سے کچھ مانگا۔ حضرت

نانا جان صاحب مرحوم میرے ساتھ تھے انہوں نے اسے کہا۔ کہ اگر تمہارے پاس کچھ تھا نہیں تو تم حج کے لئے آئے کیوں؟ وہ کہنے لگا میرے پاس بہت روپے تھے مگر سب خرچ ہو گئے۔ حضرت نانا جان مرحوم نے پوچھا کہ کتنے روپے تھے۔ وہ کہنے لگے جب میں بمبئی پہنچا تھا تو میرے پاس پینتیس روپے تھے۔ اور میں نے ضروری سمجھا۔ کہ حج کر آؤں۔ تو وہ پینتیس روپوں کو ہی بہت سمجھتا تھا۔ مگر مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو پینتیس ہزار بلکہ پینتیس پینتیس لاکھ روپے رکھتے ہیں۔ اور پھر وہ حج کے لئے نہیں جاتے۔ ہندوستان میں پچھ سو سے اوپر ریاستیں ہیں۔ ان میں پینتیس پچتیس کے قریب

مسلمانوں کی ریاستیں

ہیں۔ اور یہ تمام ریاستیں چھپس تیس ہزار سے بارہ کروڑ روپیہ تک کی آمدن کی ہیں مگر ان ریاستوں کے مالکوں میں سے شاید کسی کو بھی حج نصیب نہیں ہوا۔ پھر مسلمانوں میں بڑے بڑے تعلقہ دار ہیں۔ اور وہ بھی آٹھ دس ہزار سے لے کر چالیس سو لاکھ روپیہ تک کی سالانہ آمد رکھتے ہیں۔ مگر ان میں سے شاید سو میں سے ایک یا ہزار میں سے ایک حاجی ہوتا ہو۔ لیکن عزا میں بہت حاجی نظر آتے ہیں۔ ایک شخص ساری عمر تھوڑا تھوڑا اذیت جمع کرتا رہتا ہے۔ اور جب دو تین سو روپیہ اس کے پاس اکٹھا ہو جاتا ہے۔ تو وہ

تمام عمر کا اندوختہ

لے کر حج کے لئے چل پڑتا ہے۔ حالانکہ اسی روپیہ پر اس کے بیوی بچوں کی آئینہ زندگی کا مدار ہوتا ہے۔ وہ اگر اس روپیہ سے اچھے بیل خرید لے۔ یا کچھ ایکڑ زمین لے لے۔ تو اس کے بیوی بچوں کے لئے سہولت پیدا ہو سکتی ہے لیکن وہ اس بات کی کوئی پروا نہیں کرتا۔ اور روپیہ اٹھاتا۔ اور حج کے لئے چل پڑتا ہے۔

تو امراء کے لئے سب سے بڑی نیکی حج ہے۔ کیونکہ حج میں وہ سب سے

زیادہ کوتاہی کرتے ہیں۔ اسی طرح امراء میں یہ نقص بھی ہوتا ہے۔ کہ وہ نمازیں نہیں پڑھتے سارا دن شطرنج کھیلنے کے ٹینس کھیلنے کے بیٹھنے کھلیں گے۔ برج وغیرہ انگریزی کھیلیں کھیلتے رہیں گے۔ مگر نماز نہیں پڑھیں گے۔ اور جب ان سے پوچھا جائے تو وہ کہہ دیں گے۔ کہ کیا کریں۔ فرصت ہی نہیں ملتی۔ پھر کچھ امراء اس دہم میں مبتلا رہتے ہیں۔ کہ ہمارا کپڑا پاک نہیں۔ ایک دفعہ حیدر آباد کے ایک

بڑے نواب صاحب

جو نظام حیدر آباد کے رشتہ داروں میں سے ہیں۔ مجھ سے ملنے آئے۔ میں نے ان کو جو نصیحتیں کیں۔ ان میں سے ایک نصیحت یہ بھی تھی۔ کہ آپ نمازیں پڑھا کریں۔ وہ کہنے لگے میں نماز تو پڑھتا ہوں۔ ماں سفر میں نماز نہ جاتی ہے۔ کیونکہ سفر میں پوری صفائی نہیں ہوتی۔ اور اس طرح نماز چھوڑ دینی پڑتی ہے چنانچہ کہنے لگے دیکھئے سفر میں پوری صفائی کہاں ہو سکتی ہے۔ ریل کے گدیوں پر بیٹھا جاتا ہے۔ اور وہ کہاں صاف ہوتے ہیں۔ اسی طرح پانمانے صاف نہیں ہوتے۔ اور نجاست کے پھینٹے کپڑوں پر آپڑتے ہیں۔ اس وجہ سے نمازیں پڑھنی مشکل ہو جاتی ہیں میں نے کہا آپ کا یہ خیال غلط ہے۔ آپ کو نماز بہر حال پڑھنی چاہئے۔

کپڑوں کی صفائی

بھی ضروری ہے۔ لیکن اگر صفائی کسی وجہ سے نہ ہو سکے۔ تو انہی کپڑوں سے نماز پڑھ لیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں۔ کہ اگر آپ کے پاس کپڑوں کا ایک ہی جوڑا ہو۔ اور وہ پیشاب میں ڈوبا ہوا ہو۔ اور اتنا دقت نہ ہو۔ کہ آپ صفائی کر سکیں تو انہی کپڑوں میں نماز پڑھ لینی چاہئے۔ بے شک صفائی بھی ضروری چیز ہے۔ لیکن جب تک صفائی کا

۶۱۳

وقت ہو اس وقت تک صفائی کریں اور جب نماز کا وقت آجائے تو اس وقت نماز کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ خواہ کپڑوں سے کتنی ہی غلاطت لگی ہوئی ہو۔ کیونکہ نماز تمام چیزوں سے مقدم ہے۔ اور اسے کسی صورت میں بھی ترک کرنا جائز نہیں۔ غرض میں نے نماز پڑھنے کے متعلق بہت ہی زور دیا۔ اور اس کا ان پر اتنا اثر ہوا کہ انہوں نے اپنے لوگوں کو حکم دے دیا۔ کہ صبح مجھے نماز کے لئے ضرور جگا دیا جائے۔ اور اگر میں نہ اٹھوں تو بے شک مجھے چارپائی سے گرا دینا۔ کیونکہ اس نصیحت کے بعد نماز نہ پڑھنا میں بہت بڑا گناہ سمجھتا ہوں۔ امراء عموماً جلدی سوچا کرتے ہیں۔ مگر اس روز وہ مجھ سے کافی دیر تک باتیں کرتے رہے۔ اس لئے انہیں کافی راست گئے سونا پڑا۔ جب صبح کا وقت ہوا۔ تو لوگوں نے انہیں اٹھایا۔ وہ بڑی مشکل سے اٹھ تو بیٹھے مگر پھر لیٹ گئے۔ انہوں نے پھر اٹھایا تو وہ پھر لیٹ گئے۔ آخر کچھ کپڑا کر وہ انہیں نماز کے لئے چھوٹی مسجد میں لائے۔ مسجد میں بیٹھ کر بھی وہ اوجھتے ہی رہے۔ اور اوجھتے اوجھتے ہی انہوں نے نماز پڑھی۔ لطیف یہ ہوا کہ جب نماز کے بعد وہ جانے لگے۔ تو نیند کی حالت میں کسی کی پرانی سرٹھی ہوئی جوتی بہن کر چل پڑے۔ رستہ میں لوگوں نے جو ان کو کسی کی چھٹی پرانی جوتی پہنے دیکھا۔ تو کہا حضور آپ نے یہ کیا پہنا ہوا ہے۔ اس آواز پر وہ کچھ بیدار ہوئے۔ اور اپنے پاؤں کی طرف دیکھ کر حیران ہو گئے۔ آخر اپنے نوکر سے کہنے لگے کہ جلدی سے یہ جوتی وہاں جا کر رکھ آؤ کسی نے دیکھ لیا تو وہ یہ نہ کہے۔ کہ میں مسجد سے جوتی چرا لایا ہوں۔ حالانکہ ان کا اپنا جوتا چمیس تیس روپے کا ہوگا اور وہ جوتی چھٹی پرانی تھی۔ کوئی کہہ ہی کس طرح سکتا تھا۔ کہ انہوں نے چمیس تیس روپے جوتے کے بدلے میں ایک

چھٹی پرانی جوتی چرائی۔ مگر انہوں نے نوکر سے کہا جلدی جانا۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی مجھے یہ کہہ دے۔ کہ میں اس کی جوتی چرا لایا ہوں۔ آخر نوکر مسجد میں آیا۔ اور وہاں سے جوتا بدل کر لے گیا۔ تو بعض لوگ اس وہم کی وجہ سے نماز نہیں پڑھا کرتے۔ کہ شاید ان کے کپڑے صاف نہیں۔ حالانکہ یہ کوئی معقول عذر نہیں۔ پھر امر اکام میں کیا کیا عیب گنواؤں ان کے لئے تو روزہ رکھنا بھی بڑی مشکل چیز ہے۔ کہتے ہیں کوئی امیر آدمی تھا۔ اس نے ایک دن کسی مولوی کے وعظ سے متاثر ہو کر روزہ رکھ لیا۔ مگر ابھی ظہر ہی ہوئی تھی۔ کہ وہ بھوک کے مارے مرنے لگا۔ مچلا ایک دن میں جنہیں بیس بیس مرتبہ کھانے کی عادت ہو وہ کس طرح صبر کر سکتے ہیں۔ آخر تنگ آ کر اس نے نوکر کو آواز دی۔ اور کہا کہ دیکھو۔ شام کی اذان ہوئی ہے یا نہیں۔ اس نے کہا حضور ابھی شام کہاں۔ ابھی تو سورج نصف النہار پر کھڑا ہے۔ کہنے لگا۔ پھر تو میری موت آگئی۔ حضور ہی دیر کے بعد اس نے پھر نوکر کو آواز دی اور کہا دیکھنا مغرب کی اذان تو نہیں ہوئی۔ اس نے کہا ابھی تو مغرب میں بہت دیر ہے۔ کہنے لگا۔ اچھا ملا کو بلاؤ۔ ملا آیا تو کہنے لگا۔ روزہ کس وقت کھولا جاتا ہے۔ اس نے کہا شام کے وقت وہ کہنے لگا۔ پھر میرا پانسے گا۔ میں تو اس وقت تک مر جاؤں گا۔ ملا نے کہا پھر میں کیا کر سکتا ہوں۔ اس نے کہا اچھا یہ بناؤ اگر میں روزہ توڑ دوں تو میرے لئے کیا سزا ہے۔ اس نے کہا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا۔ وہ یہ سن کر بہت خوش ہوا۔ اور کہنے لگا۔ اس ملا کو انعام دو۔ اور ساٹھ مسکینوں کے کھانے کا ابھی انتظام کر دو۔ میں روزہ توڑ دیتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے روزہ توڑ دیا۔ اور کہنے لگا۔ الحمد للہ

اسلام بھی کیا بابرکت مذہب ہے کہ اس نے انسان کو ہر قسم کی سہولتیں دے رکھی ہیں۔ اور کسی موقع پر کبھی کوئی تکلیف پیش نہیں آتی۔ اس نے اپنی طرف سے سمجھا کہ روزانہ گھر میں کئی کئی کھانے تو پہلے ہی کہتے ہیں۔ سچ اگر ساٹھ مسکینوں کو میں نے کھانا کھلا دیا۔ تو کوئی سی بڑی بات ہوگی۔ حالانکہ یہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی سزا اس کے لئے ہے۔ جو جذبات نسانی کے جوش کے ماتحت غلطی سے روزہ توڑ دیتا ہے۔ اس کے لئے نہیں جو دیدہ دانستہ روزہ توڑے۔ اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا کر سمجھ لے کہ چھٹی ہو گئی اب اس کا کوئی جرم نہیں رہا۔ چوتھیں دیدہ دانستہ روزہ چھوڑتا ہے وہ **خدا تعالیٰ کا مجرم** ہے۔ اور کوئی ظاہری سزا اس کا کفارہ نہیں ہو سکتی۔ تو امرار کے لئے میں کون کون سی چیز گناؤں۔ ان کے لئے تو ساری عبادتیں ہی بڑی نیکیاں ہیں۔ مگر پھر بھی چونکہ دنیا میں مختلف انواع لوگ رہتے ہیں۔ اس لئے کسی کے لئے حج بڑی نیکی ہے۔ کسی کے لئے زکوٰۃ بڑی نیکی ہے۔ کسی کے لئے روزہ بڑی نیکی ہے۔ کسی کے لئے نماز بڑی نیکی ہے۔ اس اصل کے ماتحت جو لوگ روزہ رکھنے میں سستی کرتے ہوں۔ ان کے لئے روزہ رکھنا سب سے بڑی عبادت ہے۔ اگر وہ اپنے نفس میں یہ محسوس کرتے ہیں۔ کہ ان سے روزہ رکھنے میں سستی ہو جاتی ہے تو انہیں سبھ لینا چاہیے کہ ان کے لئے بڑی عبادت روزہ ہے۔ اگر وہ روزے رکھیں گے تو اللہ تعالیٰ کے قرب کو زیادہ جلدی حاصل کر لیں گے۔ یہ نہیں کہ ان کے لئے دوسری عبادتیں معاف ہو جائیں گی۔ ان کے لئے **اللہ تعالیٰ کے قرب کا حصول** زیادہ تر روزوں پر ہی مبنی ہوگا۔ اور ان نیکی کا انہیں اور نیکیوں کے مقابلہ میں زیادہ ثواب ملے گا میں نیکیوں

میں سے کسی ایک نیکی کا ترک کرنا بھی گناہ ہے۔ لیکن نیکیوں میں سے اس نیکی کو اختیار کرنے میں زیادہ ثواب ہے جس کے بجالانے میں انسان سے سستی ہو جائے کرتی ہو۔ پس وہ لوگ جو روزہ رکھنا اپنے لئے ایک قسم کا بوجھ سمجھتے ہیں انہیں روزہ رکھنے کی طرف توجہ کرنی چاہئے اور اس بہانہ سے اس حکم کو ٹالنا نہیں چاہئے۔ کہ روزہ رکھنے سے انہیں کمزوری ہو جاتی ہے۔ مصلحت یہ ہے کہ جو کچھ میں نے پہلے کہا۔ اور جو کچھ میں آج بھی کہتا ہوں وہ صرف یہ ہے کہ ۸ سال سے پہلے صرف کمزوری کی بنا پر کبھی کبھی روزہ رکھنا جائز ہے۔ مگر کمزوری سے میری مراد معمولی ضعف نہیں جو عام طور پر روزوں کے نتیجے میں پیدا ہوا ہی کرتا ہے۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کو ایسا محسوس ہو کہ وہ روزہ برداشت نہیں کر سکے گا۔ پس جب تک بلوغت تامہ نہ ہو۔ اس وقت تک محض اس وجہ سے کسی نہ کسی دن روزہ چھوڑ دینا جائز ہے اور وہ لوگ جو پابندی کے ساتھ اپنے بچوں سے جو ابھی بلوغت نہ کو نہیں پہنچے۔ رمضان کے تمام روزے رکھواتے ہیں۔ ان کے متعلق میں آج بھی اس یقین پر قائم ہوں کہ وہ گنہگار ہیں۔

بیماریوں کی لاشی اور ط

کیل چائین سیاہ داغوں خارش اگر وہ اور جلدی جراثیمی امراض کا مکمل علاج جوڑنے کیلئے اگر انہیں کیسٹ شدہ ہے اپنے شہر کے انگریزی دوا فروش اور اچھے جنرل جنرٹ سے طلب کریں قیمت فی شیشی پندرہ آنے کے پراستعمال کیا جس سے کافی فائدہ ہوا

ڈاکٹر ایرومی سب سسٹنڈ مہرجن ہلاری علاقہ مدراس بیورٹین جسر کے متعلق تحریر فرماتی ہیں بیورٹین جو بیورٹین کیلئے کھلتے تھے جلدی جراثیمی امراض کیلئے تیار کی جوتی میرے بیورٹین نے بیورٹین کو بطور تجرباتی مریضوں پر استعمال کیا جس سے کافی فائدہ ہوا

کیونکہ آج تو وہ دباؤ ڈال کر اپنے بچوں سے روزے رکھو لیں گے۔ مگر اس کے نتیجے میں وہ ایسے کمزور ہو جائیں گے۔ کہ بقیہ باری عمر روزے رکھنے سے محروم رہیں گے۔ پس کمزور بچوں کو محض کمزوری کی وجہ سے روزوں میں ناسخ کر لینے جائز نہیں۔ لیکن بلوغت کے بعد محض کمزوری کی بنا پر روزوں میں ایک نافرمانی بھی جائز نہیں۔ اس وقت صرف ایسی ہی کمزوری کی وجہ سے روزہ چھوڑا جا سکتا ہے۔ جس کے متعلق ڈاکٹر کی پیرائے ہو کہ اگر اس حالت میں روزہ رکھا گیا۔ تو یہ بیمار ہو جائیگا مگر مجھے افسوس کیے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ میں نے خود کئی لوگوں کو دیکھا ہے۔ جو روزہ نہیں رکھتے۔ اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے۔ کہ کیوں نہیں رکھا تو جواب دیتے ہیں۔ کہ روزہ رکھنے سے ہمیں بڑا ضعف ہو جاتا ہے۔ حالانکہ روزہ تو شریعت نے مقرر ہی اس لئے کیا ہے۔ کہ انسان کچھ کمزور ہو۔ اس لئے تو مقرر نہیں کیا۔ کہ روزہ رکھنے والا پہلے سے زیادہ موٹا ہو جائے۔ مگر ہمارے ملک کے مسلمان امراء کی یہ حالت ہے۔ کہ حضرت سید محمد علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ ان کے روزے ان کے لئے خرید کا کام دیتے ہیں۔ یعنی جس طرح گھوڑے کو خرید دیا جائے تو وہ موٹا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح رمضان کے ایام میں انہیں دن رات کھانے کا فکر رہتا ہے۔ شام ہوتی ہے۔ تو سحری کے لئے تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ اور صبح ہوتی ہے۔ تو انہیں افطاری کا فکر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ نوکروں میں سے کوئی تو پکوانے تل رہا ہوتا ہے۔ کوئی سویاں پکرا ہوتا ہے۔ کوئی بادام اور پستہ تیار کر رہا ہوتا ہے۔ کوئی فرنی بنا رہا ہوتا ہے۔ کوئی بخنی بنانے میں مشغول ہوتا ہے اور کوئی یا قوتی تیار کرنے میں مصروف ہوتا ہے۔ غرض سارا دن گھر میں ایک آفت پارہتی ہے۔ اور جب خدا خدا کر کے روزہ افطار ہوتا ہے۔ تو اسی وقت سے سحری کا فکر ہو جاتا ہے۔ اور وہ نوکروں کو ہدایات دینی شروع کر دیتے ہیں۔ کہ صبح مرغ تیار ہو۔ ساتھ پر اٹھے پکائے جائیں اور مکھن وغیرہ کا بھی انتظام ہو۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔

کہ روزے رکھانے سے شریعت کی تو پر غرض ہوتی ہے۔ کہ انسان کچھ ریاضت کا عادی ہو جائے اور غرباء کی حالت کا اسے علم حاصل ہو جائے۔ مگر وہ ان روزوں کے بعد پہلے سے دو گنے موٹے ہو جاتے ہیں۔ پس روزوں کی یہ غرض نہیں۔ بلکہ روزوں کی غرض یہ ہے۔ کہ انسان کے اندر جھوک اور پیاس کی تکلیف کو برداشت کرنے کا مادہ پیدا ہو۔ اور امراء کو اپنے غریب بھائیوں کی امداد کا احساس ہو۔ جو شخص کبھی جھوکا نہ رہے اسے غرباء کی امداد کا کہاں خیال آسکتا ہے۔ لیکن جو شخص خود روزہ رکھے گا۔ اور کچھ کی تکلیف کو محسوس کرے گا۔ اسے غریب بندوں کی تکلیف کا بھی احساس ہوگا۔ پس امراء پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہے۔ وہ شریعت کے ان احکام کو اس قدر وفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ جس قدر وفرت کی نگاہ کے ساتھ انہیں ان احکام کو دیکھنا چاہئے۔ بلکہ بعض امراء تو دین کی حقیقت سے اتنے ناواقف ہوتے ہیں۔ کہ وہ اطلاق اور سحری تو ضروری سمجھتے ہیں۔ مگر روزہ رکھنا ضروری نہیں سمجھتے۔ تو یہ چیز ایسی ہے۔ جس سے بچنا چاہئے۔ مگر ایسے کمزور بچوں کو جن کی طاقتوں اور قوتوں نے ابھی پورے طور پر نشوونما حاصل نہ کیا ہو۔ روزوں میں وقفہ دینا شریعت کے خلاف نہیں۔ بلکہ اگر کوئی اس پر اعتراض کرتا ہے۔ تو وہ میرے نزدیک کٹھ حجت ملا ہے۔ کیونکہ وہ چند روزوں کی خاطر اس کی تمام عمر برباد کرتا ہے۔ اس کے مقابلے میں وہ نوجوان جس میں کمانی طاقت پائی جاتی ہے۔ اور پھر بھی وہ روزہ نہیں رکھتا محض اس وجہ سے کہ اس کی عمر ابھی اٹھارہ سال کی نہیں ہوئی وہ بھی بے دین ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے اسے جو سہولت دی تھی اس سے وہ ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے پس یہ دونوں ہی غلط راستہ پر ہیں۔ وہ جو کسی کمزور بچے سے زبردستی روزے رکھواتا ہے۔ اور اس سے یہ امید کرتا ہے کہ وہ ایک روزہ کا بھی نافرمان نہ کرے وہ بھی ظالم اور کٹھ حجت ملا ہے۔ اور وہ جو طاقت کے باوجود محض اس بہانہ کی آڑ میں روزہ نہیں رکھتا

کٹھ حجت ملا

کہ ابھی اسکی عمر کم ہے۔ وہ بھی دین سے تمسخر کرتا اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی بجائے اس کی دشمنی مول لیتا ہے۔

مال یہ یاد رکھو کہ روزوں میں عادت کا بھی بہت کچھ دخل ہوتا ہے۔ بیشک ۸ سال سے قبل ہم ہر بچے سے توقع نہیں رکھ سکتے کہ وہ تمام روزے رکھے گا۔ مگر مال باپ کا یہ فرض ضرور ہے کہ وہ اس عمر میں انہیں روزے رکھنے کی عادت ڈالیں۔ کیونکہ اگر ان رخصت کے ایام میں انہیں روزے رکھنے کی عادت نہیں ہوگی۔ تو انیسویں سال وہ کبھی سارے رمضان کے روزے نہیں رکھ سکیں گے۔ انیسویں سال وہی شخص رمضان کے تمام روزے رکھ سکتا ہے۔ جس نے گیارہ بارہ سال سے روزے رکھنے کی مشق شروع کر دی ہو۔ اور اٹھارویں سال تک قریباً تمام روزے رکھنے کا عادی ہو گیا ہو۔ ورنہ اگر وہ اس رخصت سے ناجائز فائدہ اٹھائے گا۔ تو شاید ساری عمر ہی بہانے بنا رہے گا۔ اور کبھی بھی سارے روزے نہیں رکھ سکے گا۔

میرا اپنا تجربہ یہ ہے کہ قادیان میں ایسے کئی نوجوان موجود ہیں۔ جو معمولی معمولی بہانوں کی آڑ میں روزہ چھوڑ دیتے ہیں۔ مثلاً کوئی کہہ دیتا ہے۔ کہ روزہ رکھنے سے مجھے پیش ہو جاتی ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ مجھے کمزوری اور ضعف ہو جاتا ہے۔ اور یہ صرف بہانہ ہوتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی رخصت سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اچھے تندرت لوگوں کو مستثنیٰ کرتے ہوئے باقی سب لوگوں کو ابتدائی روزوں میں کوئی نہ کوئی تکلیف ضرور ہو جاتی ہے۔ خود میرا یہ حالت ہے۔ کہ شروع سے ایک دو روزوں میں مجھے شام کے وقت سردرد کا دورہ ہو جایا کرتا ہے۔ میرے معدے میں ترششی زیادہ ہے اور فاقہ کی وجہ سے اس ترششی کا زور دماغ کی طرف ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے سردرد شروع ہو جاتا ہے۔ مگر ایک دو دن کے بعد وہ ترششی ماری جاتی ہے۔ اور پھر سردرد نہیں ہوتا۔ اب اگر اس قسم کے سردرد کو میں بیماری قرار دے دوں۔ تو شاید ایک دو روزوں کے سوا کبھی کوئی روزہ نہ رکھ سکوں تو اس قسم کے بہانوں کی آڑ میں روزہ چھوڑنا

جائز نہیں۔ مگر بلاوجہ سختی کر کے یونہی خیال کر کے کہ فلاں بارہ یا تیرہ سال کی عمر میں ہی بالغ ہو گیا ہے۔ اس سے تمام روزے رکھوانا بھی جائز نہیں۔ بلکہ بارہ تیرہ سال کی بھی شرط نہیں۔ میں تو یہ بھی مان سکتا ہوں کہ کوئی شخص آٹھ سال کی عمر میں ہی بالغ ہو جائے۔ مگر یہ کوئی قانون نہیں ہوگا۔ طبی طور پر جو ایک مسلمہ قانون ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ ۸ سال کی عمر بلوغت نامہ کا زمانہ ہے۔ بعض کی بلوغت نامہ بائیس سال کی عمر میں بھی ہوتی ہے۔ مگر ایسے لوگ بہت قلیل ہوتے ہیں۔ زیادہ تر جن بچوں نے اپنا قد نکالنا ہوتا ہے۔ وہ اٹھارہ سال تک نکال لیتے ہیں۔ اور ان کی قوتیں بھی نشوونما حاصل کر لیتی ہیں۔ بعد میں بھی گو ایک خاص عمر تک ان قوتوں میں نشوونما ہوتا رہتا ہے۔ مگر وہ بہت کم ہوتا ہے۔ اس نشوونما کے زمانہ میں بچے پر یہ زور دینا کہ وہ ضرور تیس روزے رکھے۔ اس کی صحت کو خراب کرنا اور اسے آئندہ کے لئے کام کے ناقابل بنانا ہے۔ مگر جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں اس عمر کو منافع نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ اگر اس کو منافع کر دیا گیا تو اس کا بھی بچے کو نقصان پہنچے گا۔ بلکہ جیسے مدرسہ کی پڑھائی میں تدریجاً اضافہ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح مال باپ کا فرض ہے۔ کہ وہ اس زمانہ میں اپنے بچوں کو ہر سال کچھ روزے رکھوانے چلے جائیں۔ کچھ روزے بارہ سال کی عمر میں رکھوائیں۔ پھر کچھ روزے بڑھا کر تیرہ سال کی عمر میں رکھوائیں۔ اسی طرح چودھویں پندرہویں سولہویں اور سترہویں سال اس کے روزوں میں اضافہ کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ اٹھارویں سال اگر وہ طاقتور ہے۔ تو اسے تمام روزے رکھوانے چاہئیں اور اگر کمزور ہے۔ تو دو چار چھڑا دئے جائیں تاکہ جب وہ اپنی عمر کے انیسویں سال میں داخل ہو تو ایک روزہ بھی نہ چھوڑے۔ مگر اس طرح اسے پہلے سے روزوں کی عادت نہیں ہوگی۔ تو انیسویں سال وہ کبھی سارے روزے نہیں رکھ سکے گا۔ بلکہ کچھ روزے رکھے گا۔ اور کچھ چھوڑے گا۔ اسی طرح بیسویں سال کچھ روزے رکھے گا۔ اور کچھ

۲۱۶

ہندستان اور ممالک غیر کی خبریں

چھوڑ دے گا۔ اور کئی سال کے بعد وہ اس حالت پر آئے گا۔ کہ رمضان سے تمام روزے رکھے۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ اس عمر میں اس کے دل پر لگ لگ جائے۔ اور چھ روزے وہ چھوڑ دے نہیں دو بارہ نہ رکھے۔ تم غور کر کے دیکھ لو۔ اپنے دوستوں اور ہم ایوں پر بھی نظر دوڑا کر معلوم کر لو کہ کتنے لوگ ایسے ہیں۔ جن سے اگر کوئی روزہ رہ جاتا ہے۔ تو وہ بعد میں رکھ لیتے ہیں۔ نماز کے متعلق تو ہمیں یہ دکھائی دیتا ہے کہ جب کسی سے کوئی نماز رہ جاتی ہے تو وہ دوسری نماز کے وقت اسے ددا کر لیتا ہے۔ لیکن رمضان کے روزوں کے متعلق ہمیں یہ تعجب نظر نہیں آتا۔ جو لوگ تقویٰ شعار ہوتے ہیں۔ وہ تو بعد میں روزے رکھ لیتے ہیں۔ مگر عام طور پر اس کی کوئی پروا نہیں کی جاتی۔ یا زیادہ سے زیادہ لوگ یہ کرتے ہیں۔ کہ شوال میں ان سے جتنے روزے رکھے جاسکتے ہیں رکھ لیتے ہیں۔ اور باقی روزے چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ نتیجہ اسی بات کا ہے کہ فوجوں کو آغا جوائی سے روزے رکھنے کا عادت نہیں ڈالی جاتی۔ اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی رخصتوں سے نا جائز فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ پس میں اس خلیفہ کے ذریعہ

جماعت کے تمام دوستوں کو نصیحت
 کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو سہولتیں رکھی ہوئی ہیں ان کا ادب کرو۔ اس کی رخصتوں کا احترام کرو۔ اور ان سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرو۔ رسول کریم سے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سر بادشاہ کی ایک رکھ ہوئی ہے۔ جس میں کسی کو اپنے جانور چرانے کی اجازت نہیں ہوتی اسی طرح خدا کی بھی ایک رکھ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی رکھ اس کے محارم ہیں۔ جو شخص ان محارم کے قریب اپنے نفس کو چراتا ہے وہ ایک نہ ایک دن خدا تعالیٰ کی رکھ میں گھس جائے گا۔ اور اس کی نالی اور غضب کا مورد بن جائے گا۔ پس تم اللہ تعالیٰ کی رخصتوں سے ناجائز فائدہ منٹ اٹھاؤ۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان رخصتوں کو

لندن ۳ نومبر حکومت ترکی نے بلقان کی موجودہ صورت حالات کے پیش نظر فوج میں اضافہ کرنا شروع کر دیا ہے۔ اور عام لام بندی کا حکم دے دیا ہے۔ اس سے ہم سال کے نو جہازوں کو فوجی ٹریننگ کے لئے بلا لیا گیا ہے۔

لندن ۳ نومبر معلوم ہوا ہے۔ کہ برطانوی ہوائی جہاز اور برطانوی فوجیں یونان کی مدد کے لئے پہنچ گئی ہیں۔ برطانوی طیاروں نے میڈیا پر پرواز کر کے اسے بموں کا نشانہ بنایا۔ فوجی بارکوں پر بڑے بڑے آتش افزہ بم برسائے۔

لندن ۳ نومبر معلوم ہوا ہے۔ ایک برطانوی فوجی مشن اسپین پہنچ گیا ہے۔ جو یونان کے فوجی افسروں کی امداد کرے گا۔

لندن ۳ نومبر ایک اطلاع منظر ہے۔ کہ برطانیہ کے بڑے بڑے آہن پوش جہاز جزیہہ کریمیا کے پاس پہنچ گئے ہیں۔ اور اس پر فوجی چھاپو بنائے ہیں یونانیوں کی مدد کر رہے ہیں۔ یہ جہاز یونانی جنگی جہازوں کے ساتھ مل کر اطالیہ پر چھاپہ ماریں گے۔

نئی دہلی۔ جمعیتہ علماء ہند کے نائب صدر مولوی احمد سعید صاحب کو قواعد دفاع ہند کے ماتحت گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اعظم گڑھ میں ان کے خلاف قابل اعتراض تقریر کرنے کے جرم میں مقدمہ چلے گا۔

گورکھ پور ۳ نومبر ڈسٹرکٹ جیل گورکھ پور میں بندت جو اسرہال نہرہ کے خلاف تین گھنٹہ تک مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ بندت جی نے تحریر کی بیان کے دوران میں اپنے آپ کو بے گناہ ثابت کرنے اور پولیس پر جرح کرنے سے انکار کر دیا۔ فرد جرم دکا دی گئی۔ لوکیو ہم نومبر شاہ جہان نے جمہوریت کی ۶۰ ویں سالگرہ کی خوشی میں عام معافی کا اعلان کیا ہے۔ چنانچہ

لندن ۳ نومبر قیدی بھی رہا کر دیئے گئے ہیں

لندن ۳ نومبر روس کے درمیان جو گفتگو ہو رہی ہے۔ اس میں دونوں ممالک کے درمیان غیر جارحانہ معاہدہ اور منچو کو اور منگو بیا کے درمیان سفیروں کے تبادلہ کی تجویز کی گئی ہے۔ لیکن روس کے لندن سفارتخانہ کے بیان کے مطابق روس ابھی چین کو امداد دے رہا ہے کہا جاتا ہے کہ جاپان منچو کیو اور منگو بیا کے درمیان ایسی سرحد ہی لائن مقرر کرنے کے لئے تیار ہے جو روس کے زیادہ سختی میں ہو۔ اس کے علاوہ سائبریا اور منچو کیو کی سرحد لائن بھی اس کے لئے قابل قبول مقرر کرنے پر آمادہ ہے۔

غالباً جاپان نہ صرف منگو بیا بلکہ منگولیا پر بھی روسی حملہ کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے۔

لندن ۳ نومبر ترکی کے فوجی ماہروں کی رائے ہے کہ نہ صرف محوری فوجیں بلقان سے گزر کر ترکی اور یونان کے راستے مصر میں داخل نہیں ہو سکتیں۔ بلکہ سو ویٹ روس کے غیر یقینی رویہ کے پیش نظر بھی ایسا نہیں ہو سکتا۔

لندن ۳ نومبر اگرچہ یونان اور اٹلی کی لڑائی شروع ہوئے ایک ہفتہ ہو چکا ہے۔ مگر یونانی فوج نے اطلاعوں کو اٹکے نہیں بڑھنے دیا۔ یونان کے ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ یونانی فوجوں نے اپنا پد کے جن مورچوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ دشمن نے اگرچہ توپوں سے حملہ کیا ہے۔ مگر یونانی فوجیں مضبوطی سے ڈٹی ہوئی ہیں۔

لندن ۳ نومبر آج جرمنی میں کونٹ چانوزیو خارجہ اٹلی۔ رین ٹراپ وزیر خارجہ جرمنی سے ملیں گے۔ ترکی کے جرمن سفیر بھی اس موقع پر موجود ہوں گے۔

لندن ۳ نومبر وزیر اعظم

یونان نے ایک خاص پیغام میں یونانیوں کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ اگر آزاد زندگی نہ ہو۔ تو پھر انہیں زندہ رہنے میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

لندن ۳ نومبر کل سے برطانیہ کی خشکی اور سمندری فوجوں کے یونان پہنچ جانے کی وجہ سے یونانیوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے ہیں۔ آزاد فرانسیسی حکومت کی طرف سے جنرل ڈیگال نے بھی وزیر اعظم یونان کو پیغام بھیجے کہ فرانس کی عارضی حکومت کی طرف سے اور ان لوگوں کی طرف سے جو دشمن کی قید میں ہیں۔ یونانی فوجوں کی بہادری اور جوش کی تعریف کرتا ہوں۔

لندن ۳ نومبر گذشتہ جمعہ کو صدر ترکی نے تقریر کرتے ہوئے برطانیہ کی دوستی کا خاص طور پر ذکر کیا تھا۔ ترکی اجازت نے اس کی پرزور تائید کی ہے۔

لندن ۳ نومبر ابھی تک سرکاری طور پر کوئی خبر نہیں آئی کہ سمندر میں اٹلی سے کوئی جہاز ٹپ ہوئی ہے یا نہیں۔ لیکن اخباروں نے لکھا ہے کہ کارفوس کے قریب بہت بڑی جنگ ہوئی ہے۔

لندن ۳ نومبر جب سے مصر پر اٹلی نے حملہ کیا ہے تب تک پر اٹلی بار اٹلی پر یونانی جہاز چھاپے مار چکے ہیں۔

لندن ۳ نومبر ڈسٹرکٹ کے حلقوں میں یہ خبر پھیلی ہوئی ہے کہ جرمنی پھر صلح کی کوشش کرنا چاہتا ہے۔ اور مظاہر بہت جلد وہ شرائط دینا سے سامنے پیش کرے گا۔ جن پر صلح کر سکتا ہے۔

لندن ۳ نومبر امریکن جنرلسٹوں کی ایک پارٹی جرمنی اور اس کے مقبوضہ ملکوں سے حال میں واپس آئی ہے۔ جس نے بتایا ہے۔ کہ اگر جرمنی جہازوں سے ان ممالک میں بہت بڑی تباہی مچا دی ہے۔

لندن ۳ نومبر یونانی ڈسٹرکٹس امریکہ کے صدر کا انتخاب ہو گا۔ آج رات سرگرمیاں ختم ہو جائیں گی۔ حال کیا جاتا ہے کہ مقابلہ بہت سخت ہے۔ گذشتہ سو سال میں انتخاب کے لئے اتنی کوششیں کبھی نہیں کی گئی۔

لندن ۳ نومبر کل سے یہاں سسرل آئی

۱۸ اگست ۱۹۱۷ء کو

قادیان میں عید الفطر کی تقریب

قادیان ۱۳۱۹ھ بوقت عید الفطر ۲۰ ماہ نبوت کو ہوئی۔ سڑھے نونجے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایہ اللہ تعالیٰ پیدل عید گاہ میں تشریف لائے۔ جب کہ وہاں مردوں عورتوں اور بچوں کا بہت بڑا اجتماع ہو چکا تھا۔ تھوڑی دیر تو قف کے بعد حضور نے نماز عید پڑھائی۔ اور پھر خطبہ ارشاد فرمایا جس میں جماعت کو جلد سے جلد دنیا میں بہت بڑا رونا انقلاب پیدا کرنے کی تاکید فرمائی۔ اس کے بعد تمام مجمع محبت دعا فرمائی۔ اور پھر تقریباً سو اگیرہ بچے تک خدام کو شرف مصافحہ بخشا اور پیدل تشریف لائے۔ اتنے بڑے مجمع کے مصافحہ کرنے کے لئے خاص انتظام کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاکہ سب لوگ تھوڑے سے تھوڑے وقت میں آسانی اور سہولت سے مصافحہ کر سکیں۔ لیکن اب کے یہ انتظام بہت ناقص تھا۔ آئندہ کے لئے حضور نے جناب ناظر صاحب اعلیٰ کو ارشاد فرمایا کہ عید کے اجتماع کے متعلق انتظام قبل از وقت پیش کر کے مجھ سے منظوری حاصل کی جائے۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے

ٹرین کلرکوں اور ٹکٹ کلکٹروں کی اسامیوں (گریڈ ۲۰-۵-۵۰-۲/۵-۶۰) کی اسامیوں کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں۔ ٹرین کلرکوں کی ساٹھ اسامیوں اور ٹکٹ کلکٹروں کی ستر اسامیوں پر کی جائیں گی۔ منتخب شدہ امیدواران میں سے ٹرین کلرکوں کی ایک تین تعداد ۱۰ سے والٹن ٹریننگ سکول لاہور کینٹ میں فزیشن ٹریننگ بھیجی جائے گی۔ باقی ماندہ ٹرین کلرک اور ٹکٹ کلکٹر کی ٹریننگ ان کورسوں کے ذریعہ ہوگی جو ۱۹۲۱ء کے ابتدائی حصہ میں پورے کئے جائیں گے۔ تعلیمی معیار میٹرکولیشن امتحان (سکنڈ ڈویژن) جو نومبر تکمیل یا اس کے مترادف کوئی امتحان ہے۔ ۲۱ کو عمر ۱۸ اور ۲۵ سال کے درمیان ہونی چاہئے۔ درخواستیں ڈویژنل دفاتر میں زیادہ سے زیادہ ۳۰ نومبر تک پہنچ جانی چاہئیں۔ جنرل منیجر نارتھ ویسٹرن ریلوے کے نام ایک ایسا لٹرا آئے پر جس پر ٹکٹ چپان ہو۔ اور صحیحے دے کا ایڈریس لکھا ہو۔ پوری تفصیلات جی کی جائیں گی۔ لٹرا کے بائیں بالائی کونہ میں یہ حرف لکھنے چاہئیں۔

VACANCIES FOR TRAINS CLERKS AND TICKET COLLECTORS

رہنمائے شہد

مکھیوں کی تمام اقسام کی کیفیت پرورش۔ زیادہ سے زیادہ شہد حاصل کرنے۔ صاف کرنے نقلی و اصلی کی پہچان وغیرہ کے طریقے۔ شہد کے فوائد۔ کئی امراض کا علاج بطور مفصل بیان کی گئی ہے۔ غرض کہ شہد کے متعلق ایسی مکمل کتاب آج تک نہیں چھپی۔

قیمت بارہ آنے

ماہوار رسالہ رہنمائے مرغی خانہ کا سالانہ چنہ تین روپے اور نمونہ کا پرچم کے ٹکٹ آنے پر ارسال کیا جاتا ہے۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے

یکم نومبر ۱۹۲۰ء سے مندرجہ ذیل سٹیٹوں کے درمیان امتحان کے طور پر تیسرے درجہ کے ارڈرل ٹکٹ جاری کئے گئے ہیں۔

سٹیٹوں کے درمیان جاری کئے گئے ہیں۔	ارڈرل کر ایہ جات	تین میاؤں کے لئے کارڈ ہونگے
یک طرفہ	واپسی	ایک دن
۸	۲-۲	جاندر شہر شہر تار پور
۶-۰	+	گورداسپور۔ قادیان
۱۱-۰	+	کانگڑا۔ بیج نارتھ سپرولا
۱۲-۰	+	کانگڑا سٹی { بیج نارتھ سپرولا بکنگ آجینسی }

چیف کمرشل منیجر لاہور

وصیت میں اضافہ

بابوناب دین صاحب سکرک آرٹسٹل جسٹس پور موہی ۵۴۲۵ نے بچائے اٹھویں حصہ کے ساتویں حصہ کی وصیت کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بیش از بیش قربانیوں کی توفیق عطا فرمائے۔ سکڑی ہشتی مقبرہ

مذہوری

ہر قسم کی جہانی کمزوری کا مجرب اور بے خطا علاج۔ ضعف دل کی دیکھ کر۔ کم خوابی۔ بد خوابی۔ کم سہتی۔ کم حوصلگی کام سے دل گھبرانا۔ چہرہ کی بے رونقی۔ پریشانی۔ فاسد خیالات وغیرہ اور امراض بہت جلد دفع ہو کر کمزوری ہوئی طاقت اور چہرہ پر رونق آجاتی ہے۔ ہر قسم کے پوشیدہ مردانہ دیرینہ امراض کے لئے لکھنے یا میرا تارٹ گرا دیجئے۔ ایم۔ ایچ احمدی معرفت الفضل قادیان

امٹھ دوائی اٹھرا

حفاظت جنین اور استحصال حمل کا مجرب علاج حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے شاگرد کی دوکان سے جن کے محل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ یا پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں۔ اکثر ان بیماریوں کا شکار ہونے میں۔ سبز اچیلے دست۔ تھپتھپ۔ درد پسلی یا نمونیا المیہ پر چھوا وال یا سوکھا بدن پر پھولے۔ پھنی پھالے خون کے وہ بے پڑنا۔ دیکھنے میں بچہ موٹا تازہ خوبصورت معلوم ہوتا۔ بیماری کے معمولی صدمہ سے جان دے دینا۔ اکثر لڑکیاں پیدا ہونا۔ لڑکیوں کا زندہ رہنا لڑکے فوت ہو جانا اس مرض کو طیب اٹھرا اور استحصال کہتے ہیں۔ اس موذی مرض نے کروڑوں خاندان بے چراغ و تباہ کر دیئے ہیں۔ جو ہمیشہ ننھے بچوں کے منہ دیکھنے کو ترستے رہے۔ اور اپنی قیمتی جائیدادیں غیروں کے سپرد کر کے ہمیشہ کے لئے بے اولاد کی کاواخ لے گئے۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد حضرت قبلہ مولوی نور الدین صاحب طبیب سرکار جموں و کشمیر نے آپ کے ارشاد سے ۱۹۱۹ء میں دوا خانہ نہ اقام کیا اور اٹھرا کا مجرب علاج جب اٹھرا جھڑکا کا اشتہار دیا۔ تاکہ خلق خدا خائفہ حاصل کرے۔ اس کے استحصال سے بچہ ذہین خوبصورت تندرست اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو جب اٹھرا جھڑکا کے استحصال میں دیکر ناگاہ ہے۔ قیمت فی تولہ پندرہ لکھن خوراک گیارہ تولہ کیدم منگوانے پر گیارہ تولہ پندرہ لکھن علاوہ۔

المشتر حکیم نظام جان شاگرد حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہما دار معین الصحت قادیان